کشمیر پر ہندوتوائی وصہیونی کارروائی

ڈاکٹر جنید ایس احمد ○

مئی ۲۰۲۵ء کے پہلے بارہ دنوں میں دنیا نے انڈین دہشت گردی کی ایک ایسی خون آشامی کا مشاہدہ کیا، جو ریاستی حکمت عملی کی آڑ میں چھپی ہوئی تھی۔ ۲۲/اپریل کو پہلگام (مقبوضہ کشمیر) میں ہونے والے ایک مہلک حملے میں ۲۶/انڈین ہندو، مسلم سیاح ہلاک ہوئے۔ کسی گروہ نے اس حملے کی ذمہ داری قبول نہ کی، کوئی تفتیش نہ کی گئی اور نہ کوئی ثبوت منظرعام پر آیا۔ مگر نئی دہلی نے، حقائق کی عدم موجودگی کے باوجود، الم ناک واقعے کے صرف آدھ گھنٹے کے اندر اندر اپنی مرضی کا بیانیہ تشکیل دے ڈالا۔ اتنی عجلت میں تمام مرحلوں کا طے کر ڈالنا ریاستی ڈرامے کے خالقوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، کہ انھیں نہ سچائی مطلوب تھی اور نہ ضروری ہی تھی۔ صرف ایک چیز اہم تھی کہ برق رفتاری سے کشیدگی کی طرف بڑھتے ہوئے، تشدد پر تیار کردہ اپنے عوام کی نفسیاتی تسکین کا سامان کیا جائے۔

۷ مئی کی رات، انڈیا کے جنگی طیارے لائن آف کنٹرول پار کر کے پاکستان کے اندر مبینہ شدت پسند ٹھکانوں پر بمباری کر چکے تھے۔ اس کارروائی کا نام ہی 'سندور' تھا، یعنی وہ سرخ سفوف جو ہندو عورتیں اپنے شادی شدہ ہونے کی علامت کے طور پر لگاتی ہیں۔ یہ اپنی جگہ خود ایک علامتی اعلان بھی تھا۔ یہ محض فوجی کارروائی نہ تھی، بلکہ مذہبی علامتوں میں لپٹی سیاسی نمائش تھی--- زعفرانی قوم پرستی اور فضائی بالادستی کا ایک دکھاوا بھرا امتزاج۔ یہ بدلہ نہ تھا، بلکہ رسم تھی۔ یہ حکمت عملی نہ تھی، بلکہ ایک خونیں تماشا تھا۔ یہ قومی دفاع نہ تھا، بلکہ یہ زعفرانی تھیٹر تھا۔

اس پوری کارروائی کی منطق سکیورٹی نہیں تھی، بلکہ بہکانا تھا۔ اصل ہدف رائے دہندہ تھے۔ جنگی جہاز، انتخابی مہم کے ہتھیار تھے، مقتولین کو انتقام کے رقص میں شریک کر لیا گیا اور آگے بڑھ کر

○ قانون کے پروفیسر اور ڈائریکٹر، سنٹر فار دی اسٹڈی آف اسلام اینڈ ڈی کولونائزیشن

بہاولپور، مظفرآباد، مریدکے میں ایک ایک مسجد کو بھی نشانہ بنایا۔ جہاں قریب رہنے والوں، گھروں کے بچّے اور عورتیں بھی جاں بحق ہوئیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اس انڈین حملے پر عالمی ردِعمل غصے کا نہیں تھا بلکہ بے حسی کا تھا۔ ایسا ردعمل، جو ہر نئے ظلم کے ساتھ مزید مکروہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ آج کی ظالم جیوپولیٹیکل دنیا میں کس کا خون اہم ہے اور کس کا اہم نہیں، یہ ظلم کی شدت سے نہیں بلکہ گروہی یا نسلی وابستگی سے طے ہوتا ہے۔

● **جنگ، نظریاتی خونیں تماشا:** ہم اس دور میں جی رہے ہیں، جہاں جنگ لڑی نہیں جاتی بلکہ ترتیب دی جاتی ہے۔ ہر متعددی 'بم' کو سوشل میڈیا پر 'وائرل' کرنے کے لیے مرتب اور ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ ہر حملے کے ساتھ ہیش ٹیگ ہوتا ہے۔ ہر لاش کو ایک فلٹر سے گزارنا لازم ہے۔ کیا وہ قابلِ افسوس ہے یا نہیں؟ کیا وہ 'اسٹرے ٹیجک' ہے یا نہیں؟ پہلگام میں جب سیاح قتل ہوئے، نئی دہلی نے انصاف کا راستہ اختیار نہیں کیا، اس نے اپنی مرضی کا مذموم منظرنامہ چنا۔ نہ کوئی عدالتی تحقیق ہوئی اور نہ فرانزک تجزیہ ہوا۔ صرف ایک بے ساختہ اداکاری ہوئی، اور جنگ بطور تماشا اور ظلم بطور الگورتھم۔

بہاولپور، مظفرآباد اور مریدکے میں مسجد پر حملہ کوئی حادثہ نہ تھا، وہ ایک پیغام تھا۔ وہ مودی کی جانب سے نیتن یاہو کے خون آلود اسکرپٹ کی تکرار تھی۔ اسرائیل میں فلسطینیوں کا منظم قتلِ عام 'اپنے خود اردفاع' کے نام پر بیچا جارہا ہے۔ انڈیا میں کشمیری جانوں کی تباہی کو 'انسدادِ دہشت گردی' کا لیبل دیا جاتا ہے۔ دونوں جگہ، شہریوں کا دُکھ جھٹلایا جاتا ہے یا پھر لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ مزاحمت کو جرم بنا دیا جاتا ہے، اور ماتم کو بغاوت سمجھا جاتا ہے۔ یہ محض فوجی حکمت عملی نہیں، یہ ایک خونیں نظریاتی تھیٹر ہے۔

● **'صہیونیت' اور 'ہندوتوا' کی مماثلت:** کشمیر میں جو کچھ ہوا، وہ انڈیا کی انفرادی کوشش نہیں تھی بلکہ یہ ایک نوآبادیاتی شیطانی اور فرعونی عمل کی تکرار ہے۔ یہ 'صہیونیت' کے ظالمانہ باب کو 'ہندوتوا' کی موجودہ خواہش کے لیے اپنانے کا اعلان اور عمل ہے۔ نیتن یاہو کی غزہ میں جاری نسل کشی اسپتالوں، اسکولوں، پناہ گزین کیمپوں کی تباہی، ایک بے لگام بدمعاش ریاستی طاقت کے وحشیانہ مظاہرے کی شکل اختیار کرچکی ہے۔ مودی نے اس ریاستی بدمعاشی کو دیکھا، اس سے متاثر ہوا، اس سے سیکھا اور اس پر عمل کرنے کے لیے چل پڑا۔

یہ مشابہتیں محض اتفاقیہ نہیں بلکہ باقاعدہ طریق کار کا حصّہ ہیں۔ نیتن یاہو کا مستقل جنگ جاری

رکھنے کا نظریہ، مصنوعی ذہانت کے ذریعے ہدفی قتل، مغربی تہذیبی درندگی، اور صلیبی جوش وتعصب کا وحشیانہ استعمال، یہ سب نئی دہلی میں صرف سراہا ہی نہیں جارہا، بلکہ عملی طور پر اپنایا بھی جارہا ہے۔ انڈیا اب اسرائیلی نگرانی (Survillence) کا سافٹ ویئر، ڈرون، حتیٰ کہ مخصوص 'جنگی اخلاقیات' درآمد کررہا ہے۔

نیتن یاہو اپنے تشدد کو 'یہودی بقا' کی زبان میں چھپاتا ہے، جب کہ مودی اسے 'ہندو مظلومیت' کے نام پر تقدیس عطا کرتا ہے۔ دونوں اپنے افسانوی اور خیالی ماضی کے صدموں کو حال کے مظالم کا جواز بناتے ہیں۔ دونوں خوف کے ذریعے حکومت کرتے ہیں، دونوں اپنے دشمن تخلیق کرتے ہیں، اور دونوں مذہب کو نجی عقیدہ نہیں، بلکہ اژدہا بنا کر استعمال کرتے ہیں۔ صہیونیت اور 'ہندوتوا' نہ صرف سانجھے طریقے استعمال کرتے ہیں بلکہ ایک کائناتی تصور بھی بانٹتے ہیں۔ اسرائیل میں بالادستی مقدس ہے، اور فتح نجات، پھر 'قبضے سے جلاوطن تک' غزہ جس اذیت سے گزر رہا ہے، کشمیر تو اس برہمی نسل پرست عقیدے کو مدتوں سے جانتا ہے، انیسویں صدی سے تو مسلسل۔

لیکن اب، قبضہ ایک اور بھیانک رُوپ اختیار کرچکا ہے یعنی 'جلا ڈالو'۔ ۲۰۱۹ء میں جب آرٹیکل ۳۷۰ اور ۳۵-اے کو منسوخ کیا گیا، تو یہ کوئی حکومتی اقدام نہ تھا بلکہ ایک آئینی چال میں لپٹی ہوئی، دُنیا سے بغاوت تھی۔ اُس دن سے، مقبوضہ کشمیر اجتماعی سزا کی تجربہ گاہ بن چکا ہے: اجتماعی گرفتاریاں، مواصلاتی بلیک آؤٹ، ماورائے عدالت قتل۔ جس میں ہر مظاہرہ بغاوت قرار پاتا ہے، ہر کشمیری مشتبہ، باغی اور گردن زدنی ٹھیرتا ہے۔

یہ محض جبر نہیں، یہ بنیادی ڈھانچے کی تباہی ہے۔ اسرائیلی ڈرونز جو خان یونس پر منڈلاتے تھے، وہ اب کپواڑہ پر بھی منڈلاتے ہیں۔ تل ابیب میں تیار کردہ چہرہ شناس سافٹ ویئر اب سری نگر میں متحرک ہے۔ مصنوعی ذہانت پر مبنی نگرانی، حیاتیاتی ڈیٹا کی شناخت، اور پیش گوئی پر مبنی پولیس گردی، جو کبھی فلسطینیوں پر آزمائی گئی تھی، اب انڈین ریاست کے ہتھیار بن چکی ہے۔ یہ محض فوجی ہم آہنگی نہیں، بلکہ بے حساب ظلم کی عالمی توسیع ہے۔ نسل کشی (Genocide) اب ایک برانڈ بن چکی ہے، جس کے فرنچائز ہر سمت کھل رہے ہیں۔ اس بارے کسی کو غلط فہمی نہ ہو، یہ ایک عریاں نسل کشی ہے۔ ایسی نسل کشی جو ہمیشہ گیس چیمبر یا اجتماعی قبروں سے شروع نہیں ہوتی۔ بعض اوقات یہ نسل کشی خاموش بیوروکریسی، معیشت کے گلا گھونٹنے، اور الگورتھمی نقاب میں مسلط کی جاتی ہے۔ ایک قوم کو

صرف جغرافیہ سے نہیں، بلکہ یادداشت سے بھی مٹا دیا جاتا ہے۔

● **ظلم کا 'معمول' بن جانا:** نیتن یاہو اور مودی دونوں یہ بات خوب سمجھتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں ظلم کو چھپانے کی ضرورت نہیں، صرف از سر نو پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مظلوموں کو بدنام کر دو، اور اُن کے دُکھ کو نئے کوڈ میں لکھ دو۔ غزہ کے تمام مسلمان 'حماس کے ہمدرد' بتائے جاتے ہیں۔ سارے کشمیری 'دہشت گردوں کے ہمسائے' ٹھیرائے جاتے ہیں۔ ایک بار یہ لیبل لگ جائے، تو جواز خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور دس مزید حملوں کا 'نظریہ' بن جاتا ہے۔

امریکا و مغرب، جو برسوں سے اسرائیل کی بے لگام درندگی کے شریکِ کار رہے ہیں، انڈیا کو ایک منافع بخش شراکت دار کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اسرائیل، امریکی ہتھیاروں سے شہریوں کا قتلِ عام کرتا ہے اور انڈیا یہی کام اسرائیلی ٹکنالوجی سے کرتا ہے۔ ادھر انسانی حقوق کی زبان کو بے اثر کر دیا گیا ہے۔ وہ محض 'تحمل' اور 'مذاکرات' جیسی مبہم اپیلوں تک محدود ہو چکی ہے۔ واشنگٹن، لندن، جنیوا اور پیرس میں تجارتی معاہدے جنگی جرائم سے زیادہ اہم ہو چکے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ جنگی مجرم 'مصلح' دکھائی دیتے ہیں۔ نسل پرست قاتل، جمہوریت پر لیکچر دیتے ہیں۔ میڈیا خونریزی کو بریکنگ نیوز بنا کر پیش کرتا ہے، تاریخ، اخلاق، اور انجام کی ارتھی اُٹھائے مہاشوں کا ہجوم! یہ صرف اخلاقی انحطاط نہیں یہ بازاری منطق ہے۔ یعنی قتل، اگر 'درست انداز' میں پیش کیا جائے، تو منافع بخش چال ہے۔

● **تصادم، پھر جواب:** لیکن اس بار پاکستان نے صرف زخم نہیں سہے۔ ۸ مئی کو اسلام آباد نے راجوری اور سانبہ میں انڈین فوجی تنصیبات پر درست جوابی حملے کیے۔ یہ صرف بیان بازی نہ تھی بلکہ سوچا سمجھا پیغام تھا۔ یہ ایک وارننگ تھی کہ اگر مہم جوئی بڑھی، تو اس کے تباہ کن نتائج ہوں گے۔ یہ میدانِ جنگ میں ایک سفارت کاری تھی، آواز کی رفتار سے تیز سفارت کاری۔

اب جنوبی ایشیا ایک خطرناک کنارے پر کھڑا ہے۔ دو ایٹمی ریاستیں، ایک ایسی قیادت کے ہاتھوں یرغمال ہیں، جو مذہبی اور قومی نسل پرستی کے خواب میں مدہوش ہے۔ ایک غلطی، ایک غلط اندازہ، اور پورا برصغیر پاک و ہند راکھ ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی ڈراوا نہیں، یہ ریاضی کا ایک سیدھا جواب ہے۔ علاقہ جوہری تاب کاری میں بھڑکنے اور قیادت بھڑنے کی دہلیز پر ہے۔ اور دنیا، حسبِ معمول، اپنی ہی دُنیا میں گم۔ مودی اور نیتن یاہو جو کچھ کھیل رہے ہیں، وہ صرف اپنے دشمنوں کی تقدیر سے نہیں،

ہم سب کی تقدیر سے کھیل رہے ہیں۔

● **'ہسبارہ' اور 'ہندوتوا' ایک زہریلا امتزاج:** اسرائیل اسے 'ہسبارہ' کہتا ہے، یعنی ریاستی جھوٹ، پردہ پوشی اور انکار کا نظام۔ انڈیا اس سے بھی آگے بڑھ چکا ہے۔ مودی کے انڈیا میں سچ جرم بن چکا ہے، صحافت غداری ہے، حقیقت کی جانچ اشتعال انگیزی ہے اور اختلاف رائے ملک دشمنی ہے۔ جو میڈیا مہم کے طور پر شروع ہوا تھا، وہ اب ریاستی نگرانی میں بدل چکا ہے۔

مودی کے انڈیا میں افسانہ قانون بن چکا ہے، اور قانون محض افسانہ۔ نیوز اینکر خبریں نہیں دیتے، نعرے لگاتے، چیختے اور چنگھاڑتے ہیں۔ مؤرخین تشریح نہیں کرتے، وہ نشانے باندھتے ہیں۔ یونی ورسٹیاں علم کی جگہ نہیں فکری غلامی کے کارخانے بن چکی ہیں۔ 'ہندوتوا' کوئی قدامت پسند نظریہ نہیں، یہ نسلی برتری کا وحشیانہ مذہب ہے۔ یہ ایک ایسا ہندو ریاستی خواب دیکھتا ہے جو مسلمان، عیسائی، دلت، اور اختلاف رائے، سب کو آلودگی قرار دے کر ان کے خاتمے اور کچلنے کا پیغام دیتا ہے۔ 'ہندوتوا' کا منصوبہ، صہیونیت کی طرح، صرف تابع داری نہیں چاہتا بلکہ خاتمہ۔ اسے صرف غلبہ نہیں چاہیے بلکہ یکسانیت چاہیے۔ انڈیا اور اسرائیل دونوں میں ریاست اب ادارہ نہیں مذہبی قربانی کی مقتل گاہ بن چکی ہے۔

● **جب ماتم مزاحمت ہو جائے:** غزہ میں بچّے منہدم کنکریٹ کے نیچے دفن ہو رہے ہیں، اور نیتن یاہو فوجی اڈوں کے دورے پر کیمروں کے سامنے مسکرا رہا ہے۔ بہاولپور، مظفرآباد، مریدکے میں بچّے مسجد میں شہید ہوتے ہیں، اور انڈین اینکر اسے 'سرجیکل کامیابی' قرار دیتے ہیں۔ کشمیر میں مائیں اپنے بیٹوں کا ماتم کرتی ہیں، جنھیں 'دہشت گرد' قرار دے کر لاشیں واپس نہیں کی جاتیں۔ یہ خون آلود واقعاتی یکسانیت حادثاتی نہیں بلکہ پالیسی ہے۔ شہری محض چھوٹے موٹے نقصان سے گھائل نہیں بلکہ خاتمے کا نشانہ ہیں۔ ماتم خود ایک مزاحمت بن چکا ہے۔ یہ بغاوت ایک ایسی ریاست کے خلاف کھڑی ہے جو صرف خاموشی چاہتی ہے۔ یہ جنگ نہیں، نسلی تطہیر ہے، ہیش ٹیگ کے ساتھ۔ یہ ایک 'غیر مطلوب قوم' کی رسمِ قتل ہے مذہبی حوالے سے 'جائز' اور عالمی طاقتوں کے ذریعے مالی امداد یافتہ۔

● **یہ مشق نہیں ___ یہ حقیقت ہے:** غزہ اور کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ عالمی نظام سے انحراف نہیں بلکہ اسی کا لازمی نتیجہ ہے۔ مودی صرف نیتن یاہو کو دیکھ نہیں رہا، وہ اسے پڑھ رہا ہے،

نقالی کر رہا ہے، اور اس کے ہتھیاروں کو نکھار رہا ہے۔ نیتن یاہو صرف فلسطینیوں کو قتل نہیں کر رہا وہ ظالموں کی نئی عالمی نسل کی تربیت کر رہا ہے۔ یہ 'نیتن مودی' صرف اتحاد نہیں، بلکہ ایک نظریہ ہے: مذہبی علامتوں اور سمارٹ بموں کے ساتھ جدید فسطائیت کا۔

اور جب دنیا خوفناک تباہی کے کنارے پہنچ چکی تھی، ۱۰ مئی کو ایک جنگ بندی کا اعلان ہوا۔ انڈیا اور پاکستان نے مزید کشیدگی روکنے پر اتفاق کیا۔ تب میدان میں داخل ہوا ڈونلڈ ٹرمپ، خود ساختہ 'امن کا پیغامبر'۔ جس نے فوراً یہ کریڈٹ لیا کہ 'اس نے برصغیر کو پُرسکون کر دیا'۔ دو جوہری ممالک کی قسمت ایک کھوکھلے لیڈر کے کریڈٹ شو کی نذر ہو جائے، یہ ایک مضحکہ خیز اور شرمناک منظر ہے۔ مگر دھوکا نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ یہ جنگ بندی کسی امن کی تمہید نہیں۔ یہ محض وقفہ ہے۔ غزہ میں اب بھی شعلے بھڑک رہے ہیں۔ کشمیر میں اب بھی نگرانی کے ٹاور غرا رہے ہیں۔ اور جو نظریہ اس قتل گاہ کو چلا رہا ہے، وہ اب بھی پھیل رہا ہے تیز رفتار کینسر کی طرح۔

● **اسٹیج جل رہا ہے**: تاریخ اُن لوگوں کے ساتھ نرمی نہیں برتے گی: جنھوں نے یہ سب دیکھ کر کچھ نہ کیا، اُن سفیروں کے ساتھ جنھوں نے کھوکھلے بیانات دیے، اُن میڈیا اداروں کے ساتھ جنھوں نے جھوٹ کو دہرایا، اور اُن شہریوں کے ساتھ جنھوں نے صرف اس لیے منہ پھیر لیا کہ لاشیں 'سفید فام' نہ تھیں۔

یہ ان سب کے لیے پکار ہے، جو انصاف کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وقت گزر چکا ہے۔ مظلوم محض علامتیں نہیں، وہ بیٹے، بیٹیاں، خاندان اور مستقبل ہیں۔ غزہ اور کشمیر میدانِ جنگ نہیں، نسل پرست جرم کے منظر نامے ہیں۔ اور اگر اس پر کھل کر، بے خوف ہو کر، اکٹھے ہو کر آواز نہ اٹھائی تو ہم تماشائی نہیں رہیں گے، ہم شریکِ جرم بن جائیں گے۔ اگلا باب بلوچستان، کراچی، سری نگر، یا رفح میں کھل سکتا ہے۔

سوال اب یہ نہیں کہ ہم عمل کریں گے یا نہیں، بلکہ یہ ہے کہ کیا ہم میں اتنی اخلاقی ہمت ہے کہ ہم تباہی کے اس انجن کو روک سکیں؟ اس سے پہلے کہ یہ ہمیں بھی کچل کر چلا جائے۔ کیونکہ یہ کھیل کا اختتام نہیں۔ یہ وہ لمحہ ہے جب ناظرین فیصلہ کرتے ہیں: کیا وہ کھڑے ہو کر اپنے آپ کو بچائیں گے؟ یا جلتے اسٹیج کے ساتھ جل جائیں گے؟